بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکتوبات شریفہ

(ترجمہ: ۳۔۷۔۵۲)

از

# مکتوباتِ امامِ ربّانیؒ

## حضرت مجدّدالفِ ثانی


الشیخ احمد فاروقی سرہندی



آستانہ عالیہ حبیبیہ

گجرات (شریف) پاکستان

# تجدید

حضرت مجدّد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی قدس سرہ السامی ہزار سال کے مجدّد ہیں۔ لہٰذا قرآن وحدیث کی روشنی میں شریعت وطریقت کے ادراک اور اعتراف کی جامعیت وکاملیت جو آپؒ کی تعلیمات سے حاصل ہوتی ہے ایسی مثال کہیں اور ناممکن ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے۔ ''آج جو مساجد میں اذانیں دی جارہی ہیں، مدارس سے قال اللّٰہ تعالیٰ و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلنواز صدائیں بلند ہورہی ہیں اور خانقاہوں میں جو ذکر وفکر ہورہا ہے اور قلب وروح کی گہرائیوں سے جو اللہ کی یاد کی جاتی ہے یالا الٰہ الا اللّٰہ کی ضربیں لگائی جاتی ہیں ان سب کی گردنوں پر حضرت مجدد کا بارِ منت ہے۔ اگر حضرت مجددؒ اس الحاد وارتداد کے اکبری دور میں اس کے خلاف جہاد نہ فرماتے اور وہ عظیم تجدیدی کارنامہ انجام نہ دیتے تو نہ مساجد میں اذانیں ہوتیں، نہ مدارسِ دینیہ میں قرآن، حدیث، فقہ اور باقی علوم کا درس ہوتا اور نہ خانقاہوں میں سالکین وذاکرین اللہ اللہ کے روح افزاذکر سے زمزمہ سنج ہوتے الا ماشاء اللہ۔ سیرت مجدد الف ثانی، تقدیم صفحہ ۱۰۔ (از رسائل مجدد الف ثانی)

مفکرِ اسلام علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے آپؒ کو ''سرمایہ ملت کا نگہبان'' قرار دیا ہے۔

مکتوب شریف ۵۲ ــــ جو نفس امارہ کی مذمت، اس کے ذاتی مرض اور اس

مرض کو دور کرنے کے علاج کے بیان میں ہے ـــــ مکتوب الیہ شیخ فرید [1] ہیں۔

مکتوب شریف ۷۳ ـــــ دنیا اور اہل دنیا کی مذمت، بے فائدہ علوم حاصل کرنے کی برائی، فضول مباحات سے بچنے اور خاص طور پر عین زمانۂ شباب میں خیرات وصدقات کرنے اور اعمالِ صالحہ بجالانے کی ترغیب اور اس کے مناسب بیان میں ہے ـــ مکتوب الیہ قلیج اللہ بن قلیج خاںؒ [2] ہیں ـــــ ہر دو مکتوب الیہ کو تدریسِ فردِ ملت کی تمثیلی دلیل قرار دیا جاسکتا ہے۔

کتابچہ ہذا میں مکتوب شریف ۷۳ پہلے اور مکتوب شریف ۵۲ (ترجمہ) بعد میں دیا گیا ہے۔ یہ محض تعلیم وتربیت کی ترتیب کے لحاظ سے ہے۔

مرتّب

---

[1] سیادت پناہ نواب شیخ فرید بخاری کے نام مکتوبات شریفہ میں کل بائیس (۲۲) مکتوبات ہیں جہانگیر بادشاہ نے آپ کی حسن خدمات کے صلہ میں مرتضیٰ خان کا خطاب سرفراز کیا (توزک جہانگیری صہ ۳۳) غالباً اسی بنا پر مکتوب ۲۶۹ میں مرتضیٰ خاں نام درج ہے۔ شیخ فرید ولد شیخ احمد صحیح النسب سید تھے۔ آپ کا نسب نو واسطوں سے حضرت جلال الدین اعظم حسینی بخاری تک پہنچ کر ستائیس واسطوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک منتہی ہوتا ہے (از تجلیات ربانی صہ ۵۶) شیخ فرید دہلی میں پیدا ہوئے۔ تحصیل علوم کے بعد اکبر بادشاہ کے ملازم ہوگئے۔ اور اپنی معاملہ فہمی، ذہانت، ایمانداری، دیانتداری اور بہادری کی وجہ سے بہت جلد شہرت حاصل کرلی۔ گجرات اور پنجاب کے گورنر بھی رہے۔ شیخ فرید درویش صفت امیر تھے جن پر مشائخ کو بھی رشک آتا تھا آپ کا دسترخوان بڑا وسیع تھا۔ شیخ کے رہنے کا مکان بھی معمولی سا تھا لیکن جگہ جگہ سرائیں تعمیر کرائیں۔ غرض شیخ فضائل کثیر کے حامل تھے ۱۰۲۵ھ میں وفات پائی۔ چراغ دہلی کے راستہ پر آپ کا مزار ہے۔

[2] قلیج اللہ بن قلیج خاں جہانگیری دور کے امراء میں سے تھے۔

# تہتروان مکتوب ۷۳

قلیج اللہ بن قلیج خاں کی طرف صادر فرمایا ـــــ دنیا اور اہلِ دنیا کی مذمت (کشفی وضاحت صہ ۲۰)، بے فائدہ علوم حاصل کرنے کی برائی، فضول مباحات سے بچنے اور خاص طور پر عین زمانۂ شباب میں خیرات وصدقات کرنے اور اعمالِ صالحہ بجالانے کی ترغیب اور اس کے مناسب بیان میں۔

حق سبحانہٗ وتعالیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روشن شریعت کے سیدھے راستے پر استقامت نصیب فرمائے ـــــ اے فرزند! دنیا آزمائش اور امتحان کی جگہ ہے، اس کے ظاہر کو طرح طرح کی باطل آرائشوں سے ملمع وآراستہ کیا گیا ہے، اس کی صورت کو وہمی خط وخال اور زلف ورخسار سے پیراستہ کیا گیا ہے، دیکھنے میں شیریں اور تروتازہ نظر آتی ہے لیکن حقیقت میں عطر لگا ہوا مُردار اور مکھیوں وکیڑوں سے بھری ہوئی گوڑی (کوڑا ڈالنے کی جگہ) اور پانی کی طرح نظر آنے والا سراب اور زہر کی مانند شکر ہے، اس کا باطن سراسر خراب وابتر ہے ـــــ اس قدر گندگی کے باوجود اپنے اہل (دنیاداروں) کے ساتھ اس (دنیا) کا معاملہ اس سے بھی بدتر ہے جو بیان ہوسکے، اس (دنیا) کا فریفتہ ودیوانہ جادو کا مارا ہوا ہے، اس کا گرفتار مجنوں اور فریب خوردہ ہے۔ جو شخص اس کے ظاہر ہونے پر فریفتہ ہوا دائمی خسارہ کے داغ سے داغدار ہوا، اور جس نے اس کی شیرینی اور تروتازگی پر نظر کی دائمی شرمندگی اس کے نصیب میں آئی۔

سرورِ کائنات حبیب رب العالمین علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتحیات نے فرمایا ہے۔ مَا الدُّنیَا وَ الاٰخِرَۃُ اِلَّا ضَرَّتَانِ اِنْ رَضِیَتْ اِحْدٰھُمَا سَخِطَتِ الْاُخْرٰی (دنیا اور آخرت دونوں آپس میں سوکنیں ہیں (یعنی ایک مرد کے نکاح میں دو عورتوں کی مانند ہیں) ان دونوں میں اگر ایک راضی ہوگی تو دوسری ناراض)...... پس جس نے دنیا کو راضی کیا آخرت اس سے ناراض ہوگئی، ناچار وہ آخرت سے بے نصیب ہوگیا۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَاِیَّاکُمْ مِنْ مَحَبَّتِھَا وَمُحَبَّتِ اَھْلِھَا (حق تعالیٰ ہمیں اور آپ کو دنیا اور اہلِ دنیا کی محبت سے بچائے)۔

اے فرزند! کیا تو جانتا ہے کہ دنیا کیا چیز ہے؟ دنیا وہی ہے جو تجھے حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے دُور کردے۔ پس بیوی بچے، مال وجاہ وریاست، لہو ولعب اور لایعنی (بیکار) کاموں میں مشغول ہونا یہ سب دنیا میں داخل ہے (جب کہ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کردیں) اور وہ علوم بھی جو آخرت میں کام نہیں آئیں گے وہ بھی سب دنیا میں داخل ہیں — اگر علمِ نجوم ومنطق وہندسہ اور حساب وغیرہ بے فائدہ علوم کارآمد ہوتے تو سب فلاسفہ اہلِ نجات میں سے ہوتے — آنحضرت ﷺ نے فرمایا: عَلَامَۃُ اِعْرَاضِہٖ تَعَالٰی عَنِ الْعَبْدِ اِشْتِغَالُہٗ بِمَا لَا یَعْنِیْہِ (بندہ کا بے فائدہ (فضول کاموں میں مشغول ہونا اللہ تعالیٰ کی اس سے روگردانی (منہ پھیر لینے) کی علامت ہے)۔

ہر چہ جز عشقِ خدائے احسن است — گر شکر خوردن بود جان کندن است

عشقِ حق کے سوا ہے جو بھی چیز — خواہ میٹھی ہو، جان کا ہے روگ

اور یہ جو بعض (علماء) نے کہا ہے کہ علمِ نجوم کی نماز کے اوقات پہچاننے

کے لئے ضرورت پڑتی ہے، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اوقاتِ نماز کا پہچاننا علمِ نجوم کے بغیر حاصل نہیں ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ علمِ نجوم بھی، وقت پہچاننے کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے۔ بہت سے لوگ ہیں جو علمِ نجوم نہیں جانتے لیکن نماز کے اوقات کو نجوم کے جاننے والوں سے بہتر جانتے ہیں ـــــ علمِ منطق وحساب اور اس قسم کے دوسرے علوم جن کا مجمل طور پر حاصل کرنا بعض شرعی علوم میں ضروری ہے ان کے حاصل کرنے کی جو وجہ بیان کرتے ہیں وہ بھی قریب قریب یہی ہے ـــــ غرضکہ بہت سے حیلوں کے بعد ان علوم میں مشغول ہونے کا جواز پیدا ہوتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ ان علوم کے پڑھنے سے احکامِ شرعیہ کی معرفت اور علمِ کلام کی دلیلوں کی تقویت کے سوا اور کوئی غرض مدِ نظر نہ ہو ورنہ (ان علوم میں مشغول ہونا) ہرگز جائز نہیں ہوگا۔ انصاف کرنا چاہیے کہ جس مباح امر کے اختیار کرنے سے واجب امور فوت ہو جائیں وہ اباحت کی حد سے خارج ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان علوم میں مشغول ہونے سے شرع کے ضروری علوم میں مشغول ہونا فوت ہو جاتا ہے۔

اے فرزند! حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنی کمال درجہ کی مہربانی سے تجھ کو ابتدائے جوانی میں توبہ کی توفیق مرحمت فرمائی ہے اور سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے درویشوں میں ایک درویش کے ہاتھ پر انابت و رجوع الی الحق عطا فرمایا تھا، میں نہیں جانتا کہ نفس وشیطان کے ہاتھ سے تجھ کو اُس توبہ پر ثابت وقائم رہنا نصیب ہوا یا نہیں، استقامت مشکل نظر آتی

ہے کیونکہ عین جوانی کا زمانہ ہے اور تمام دنیاوی اسباب حاصل ہیں اور اکثر مصاحب و ہمنشین نامناسب و ناموافق ہیں

ع همه اندر زِ من بتو ایں است　　که تو طفلی و خانه رنگین است

ترجمہ:۔ مری تجھ کو نصیحت بس یہی ہے　　کہ گھر رنگین ہے تو بچہ ابھی ہے

اے فرزند! کام کرنے کا یہی ہے کہ فضول مباحات سے پرہیز کیا جائے اور بقدرِ ضرورت مباحات پر کفایت کرنی چاہیئے، اور ان میں بھی عبادت کے معمولات ادا کرنے پر جمعیت حاصل ہونے کی نیت ہونی چاہیئے، مثلاً خوراک سے مقصود طاعات و عبادات ادا کرنے کی قوت حاصل ہونا اور پوشاک سے مقصود سترِ عورت اور گرمی و سردی کا دور کرنا ہے، پس تمام ضروری مباحات کو اسی پر قیاس کرلیا جائے۔

اکابرِ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم نے عزیمت پر عمل کرنا اختیار کیا ہے اور رخصت سے حتی الامکان پرہیز کیا ہے، بقدرِ ضرورت پر اکتفا کرنا بھی ایک درجہ عزیمت ہے، اور اگر (عزیمت کی) یہ دولت میسر نہ ہو تو مباحات (جائز امور) کے دائرہ سے باہر قدم نہ نکالنا چاہیئے اور حرام و مشتبہ چیزوں کے نزدیک نہ جانا چاہیئے ــــــ حق تعالیٰ نے نہایت کرم فرما کر مباح امور کے ساتھ نہایت کامل اور پورے طور پر ناز و نعمت حاصل کرنا جائز فرما دیا ہے اور ان نعمتوں کا دائرہ بہت وسیع کر دیا ہے، ان نعمتوں اور لذتوں سے قطعِ نظر کونسا عیش اس کے برابر ہے کہ اس شخص کا مولیٰ (حق تعالیٰ) اس کے کام سے راضی ہو جائے اور کونسا ظلم اس

کے برابر ہوسکتا ہے کہ اس کا مالک (حق تعالیٰ) اس کے اعمال کی وجہ سے ناراض ہوجائے ___ رَضَاءُ اللّٰهِ تَعَالٰی فِی الْجَنَّةِ خَیْرٌ مِّنَ الْجَنَّةِ وَسَخَطُ اللّٰهِ تَعَالٰی فِی النَّارِ شَرٌّ مِّنَ النَّارِ (جنت میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی جنت سے بہتر ہے اور دوزخ میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی دوزخ سے بدتر ہے)۔

یہ انسان اپنے مولیٰ کے حکم کا محکوم (تابع) غلام ہے، اس کو خود مختار نہیں بنایا گیا ہے کہ جو چاہے کرتا رہے، اس کو آزاد نہیں چھوڑ دیا گیا ہے کہ اس سے باز پرس نہ ہوگی ـ فکر کرنی چاہیئے اور عقلِ دُور اندیش سے کام لینا چاہیئے ورنہ کل قیامت کے روز ندامت اور خسارہ کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا ___ کام کرنے کا وقت جوانی کا زمانہ ہے جوانمرد وہی ہے جو اس وقت کو ضائع نہ کرے اور فرصت کو غنیمت جانے، ممکن ہے کہ (کارکنانِ قضا وقدر) اس کو بڑھاپے تک پہنچنے نہ دیں اور اگر پہنچنے بھی دیں تو (شاید) جمعیت حاصل نہ ہو اور اگر جمعیت حاصل ہوگی تو ضعف و سستی کے وقت کام کرنا مشکل ہوگا ___ اس وقت جبکہ جمعیت کے تمام اسباب میسر ہیں اور والدین کا وجود بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ہے کہ اس کے معاش کا فکر بھی ان کے سر پر ہے اور فرصت کا وقت اور قوت واستطاعت کا زمانہ ہے تو پھر کونسا عذر ہے جس کی بنا پر آج کا کام کل پر ڈالا جائے اور اسباب کو تاخیر میں کھینچا جائے (یعنی آج نہیں کل کر لیں گے ایسا نہیں کرنا چاہیئے) ___ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا هَلَكَ الْمُسَوِّفُوْنَ (سَوْفَ اَفْعَلُ کہنے والے یعنی آج کل کرنے والے ہلاک ہوگئے)___

ہاں اگر کمینی دنیا کے کاموں کو کل پر ڈالیں اور آج آخرت کے اعمال میں مشغول ہو جائیں تو بہت ہی اچھا ہے جیسا کہ اس کے برعکس کرنا بہت ہی بُرا ہے (یعنی اعمالِ آخرت کو کل پر ڈالنا اور اعمالِ دنیا میں آج مشغول ہونا) ___ اس نوجوانی کے وقت میں جب کہ دین کے دشمنوں یعنی نفس و شیطان کا غلبہ ہے تھوڑا عمل بھی اس قدر معتبر ہے کہ ان (دین کے دشمنوں) کا غلبہ نہ ہونے کے وقت اس سے کئی گنا زیادہ عمل بھی اتنا معتبر نہیں ہے سپاہ گری کے قاعدہ کے مطابق دشمنوں کے غلبہ کے وقت کام کرنے والے سپاہیوں کی بہت زیادہ قدر ہوتی ہے اس وقت ان کا تھوڑا سا تردّد بھی اس قدر معتبر اور نمایاں ہوتا ہے کہ دشمنوں کی شرارت سے امن کے وقت میں اس کا اس قدر اعتبار نہیں ہوتا۔

اے فرزند! انسان جو کہ خلاصۂ موجودات ہے اس کے پیدا کرنے کا مقصد صرف کھیل کود اور کھانا سونا نہیں ہے بلکہ اس سے مقصود بندگی کے معمولات کا ادا کرنا اور ذلت و انکساری و عاجزی و احتیاج اور حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی جناب میں ہمیشہ التجا و گریہ وزاری کرنا ہے۔ وہ عبادت جس کو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شریعت نے بیان فرمایا ہے اور جس کے ادا کرنے سے مقصود بندوں کے فائدے اور مصلحتیں ہیں اور حق تعالیٰ جل شانہٗ کی مقدس بارگاہ کو اس سے کچھ نفع نہیں پہنچتا، ان سب کو احسان مانتے ہوئے دل و جان سے ادا کرنی چاہیئے اور نہایت فرمانبرداری و تسلیم کے ساتھ اوامر کے بجا لانے اور نواہی سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

حق تعالیٰ نے غنیٔ مطلق ہونے کے باوجود اپنے بندوں کو اوامر نواہی سے سرفراز فرمایا ہے۔ ہم محتاجوں کو اس نعمت کا شکر پوری طرح ادا کرنا چاہیئے اور نہایت احسان مندی کے ساتھ احکام کی بجا آوری میں کوشش کرنی چاہیئے۔

وہ فرزند (یعنی آپ) جانتا ہے کہ دنیاداروں میں سے کوئی شخص جو ظاہری جاہ وشوکت رکھتا ہو اگر اپنے ماتحت متعلقین میں سے کسی کو کوئی خدمت سپرد کرے جب کہ اس خدمت میں حکم دینے والے کا بھی نفع ہو تو یہ ماتحت شخص اس حکم کو کسقدر عزیز رکھتا ہے اور جانتا ہے کہ ایک عظیم القدر شخصیت نے اس کو اس خدمت پر مامور فرمایا ہے لہٰذا اس کو نہایت احسان مندی کے ساتھ وہ خدمت بجالانی چاہیئے، تو پھر کیا مصیبت ہے کہ اس کو حق تعالیٰ جل سلطانہ کی عظمت اس شخص کی عظمت سے بھی بہت کم نظر آتی ہے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے احکام بجالانے میں کوشش نہیں کرتا۔ شرم آنی چاہیئے اور اپنے آپ کو خوابِ خرگوش سے بیدار کرنا چاہیئے ـــــ حق تعالیٰ جل شانہٗ کے حکموں کو بجا نہ لانا ان دو باتوں سے خالی نہیں ہے یا تو وہ شرعی خبروں کو جھوٹ جانتا ہے اور ان پر یقین نہیں کرتا، یا اللہ تعالیٰ کے امر کی عظمت وشان اس کی نظر میں اہلِ دنیا کی عظمت وشان کی نسبت بہت حقیر ہے۔ اس امر کی برائی کو اچھی طرح ملاحظہ کر لینا چاہیئے۔

اے فرزند! جس شخص کا جھوٹ بارہا تجربہ میں آچکا ہو، اگر وہ یہ کہے کہ دشمن پوری قوت کے ساتھ فلاں قوم پر شب خون ماریں گے (رات کے وقت اچانک قتال کریں گے) تو اس قوم کے عقلمند لوگ اپنی حفاظت کے درپے

ہو جائیں گے اور اس مصیبت کے دُور کرنے کی فکر کریں گے حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ خبر دینے والا شخص جھوٹ کے ساتھ بدنام ہے لیکن کہتے ہیں کہ خطرہ کے گمان کے وقت عقلمندوں کے نزدیک احتراز لازم ہے۔

مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہایت مبالغہ کے ساتھ آخرت کے عذاب سے آگاہ فرما دیا ہے، لیکن لوگ اس کا کچھ اثر قبول نہیں کرتے (کیونکہ) اگر اس کا اثر قبول کریں تو اس کے دفع کرنے کی فکر بھی کریں، حالانکہ اس کے دفع کرنے کی تدبیر بھی لوگوں نے مخبر صادق صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے معلوم کر لی ہے۔ پس یہ کیسا ایمان ہے کہ مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خبر اُس جھوٹے کی خبر کے برابر بھی اعتبار نہیں رکھتی ــــــ صرف ظاہری اسلام نجات نہیں بخشتا، یقین (کامل کا درجہ جو کہ باطنِ اسلام ہے) حاصل کرنا چاہئے، یقین تو کہاں ظن بھی حاصل نہیں ہے بلکہ وہم کا درجہ بھی نہیں ہے، کیونکہ عقلمند لوگ خطرات و ہلاکت کے وقت وہم کا بھی اعتبار کر لیتے ہیں، اور ایسا ہی حق سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے کلام مجید میں فرماتا ہے: وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (سورۃ الحجرات ۴۹ آیت ۱۸) (یعنی جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ (ان سب اعمال کو) دیکھ رہا ہے)۔ اس کے باوجود لوگوں سے بُرے اعمال سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ اگر اُن کو معلوم ہو جائے کہ ایک ادنیٰ درجے کا شخص ان کے اعمال سے خبردار ہے تو کوئی بُرا فعل ہرگز اس کی نظر کے سامنے نہ کریں گے ــــ پس ایسے لوگوں کا معاملہ دو ۲ حالتوں سے خالی نہیں ہے یا تو وہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی خبر کا یقین نہیں رکھتے یا حق تعالیٰ کے مطلع ہونے کا اعتبار نہیں کرتے۔ پس (آپ ہی

بتائیے کہ) اس قسم کا کردار ایمان سے ہے یا کفر سے تعلق رکھتا ہے ـــــ پس اس فرزند (آپ) پر لازم ہے کہ نئے سرے سے ایمان کی تجدید کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے: جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ بِقَوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (کلمہ لا الہ الا اللہ کہہ کر اپنے ایمان کو تازہ کرلیا کرو)۔ اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے ناپسندیدہ امور سے از سرِ نو خالص توبہ کرے۔ جن کاموں سے منع فرمایا ہے اور جن کو حرام قرار دیا ہے ان سے بچتا رہے۔ پانچوں وقت کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے۔ اگر قیامِ لیل اور تہجد کی نماز بھی میسر ہو جائے تو عین سعادت ہے ـــــ اور مال کی زکوٰۃ ادا کرنا بھی ارکانِ اسلام میں سے ہے اس کو بھی ضرور ادا کرے۔ اسکی ادائیگی کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اپنے مال سے جس قدر فقرا کا حق (زکوٰۃ) ہے ہر سال کے حساب سے علیحدہ کردے اور زکوٰۃ کی نیت سے محفوظ رکھتے ہوئے تمام سال میں زکوٰۃ کے مصارف میں خرچ کرتا رہے۔ اس طریقے سے ہر مرتبہ دیتے وقت زکوٰۃ ادا کرنے کی نیت کرنا ضروری نہیں صرف زکوٰۃ کا حصہ علیحدہ کرتے وقت ایک دفعہ کی نیت ہی کافی ہے ـــ معلوم ہے (یعنی آپ کو اندازہ ہوگا)۔ پورے سال میں فقرا و مستحقین پر کسقدر خرچ کرتے ہیں لیکن چونکہ وہ زکوٰۃ کی نیت سے نہیں ہے اس لئے وہ زکوٰۃ کے حساب میں شمار نہیں ہوگا اور مذکورہ بالا صورت میں زکوٰۃ بھی ادا ہو جاتی ہے اور بے اندازہ خرچ سے بھی چھٹکارا مل جاتا ہے اور اگر بالفرض سال میں اس قدر (بقیہ حصہ زکوٰۃ) فقراء پر خرچ نہ ہو سکے اور کچھ باقی بچ جائے تو اس کو اسی طرح اپنے مال سے علیحدہ محفوظ رکھیں (اور

آئندہ سال خرچ کریں) ہر سال اسی طرح عمل کرتے رہیں، جب فقراء کا مال جدا ہو جاتا ہے تو اگر آج اس کے ادا کرنے کی توفیق نصیب نہیں ہوئی تو شاید کل توفیق ہو جائے۔

اے فرزند! چونکہ نفس بالذات (فطرۃً) بہت بخیل ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام بجالانے میں سرکش واقع ہوا ہے اس لئے ناچار مبالغہ سے بات کہی جاتی ہے ورنہ فی الحقیقت اموال واملاک سب اللہ تعالیٰ کی ہیں، انسان کی کیا مجال ہے کہ اس (کی ادائیگی) میں دیر کرے، لہٰذا نہایت احسان مانتے ہوئے تمام زکوٰۃ ادا کر دینی چاہئیے ـــــ اور اسی طرح باقی تمام عبادات میں اپنے آپ کو کسی وجہ سے بھی معاف نہ رکھے اور بندوں کے حقوق ادا کرنے میں پوری کوشش کرنی چاہئیے اور کوشش کرنی چاہئیے کہ کسی کا حق اپنے ذمہ نہ رہ جائے، اس جگہ (دنیا میں) اس حق کا ادا کرنا آسان ہے نرمی و خوشامد سے بھی دوسرے کا حق رفع ہو سکتا ہے، آخرت میں مشکل ہے اس کا کوئی حل نہ ہوگا ـــ شرعی احکام علمائے آخرت سے دریافت کرنے چاہئیں، ان کی بات میں بڑی تاثیر ہے شاید ان کے نفاس کی برکت سے اس پر عمل کی توفیق بھی حاصل ہو جائے، اور علمائے دنیا سے جنہوں نے علم کو مال و جاہ کے حصول کا ذریعہ بنایا ہے دُور رہنا چاہئیے لیکن اگر متقی پرہیز گار عالم نہ ملے تو مجبوراً بقدرِ ضرورت ان کی طرف رجوع کیا جائے، وہاں میاں حاجی محمد اُترہ علمائے دیندار میں سے ہیں اور میاں شیخ علی اُترہ خود تمہارے واقف ہیں، غرضیکہ یہ دونوں بزرگ اس علاقہ میں غنیمت ہیں، شرعی مسائل کی تحقیق و

تفتیش میں ان کی طرف رجوع کرنا زیادہ مناسب ہے۔

اے فرزند! ہم فقراء کو دنیاداروں کے ساتھ کیا مناسبت کہ ہم ان کے نیک وبد کی نسبت گفتگو کریں، شرعی نصیحتیں اس بارے میں نہایت کامل اور پورے طور پر وارد ہوئی ہیں۔ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ (سورۃ انعام ۶ آیت ۱۴۹) (پس کامل دلیل اللہ ہی کی ہے)۔ لیکن چونکہ اس فرزند نے توبہ و انابت (رجوع) کیلئے فقراء کی طرف رجوع کیا تھا اسی مناسبت کے باعث اکثر اوقات دل کی توجہ اس فرزند کے حال پر مبذول رہتی ہے اور وہی توجہ اس گفتگو کا باعث ہوئی ہے ـــــ میں جانتا ہوں کہ اکثر نصیحتیں اور یہ مسائل اس فرزند کے کانوں تک (پہلے سے) پہنچے ہوئے ہوں گے لیکن مقصود عمل ہے نہ کہ صرف علم ـــــ جو بیمار اپنی بیماری کی دوائی کا علم رکھتا ہے جب تک وہ اس دوا کو نہ کھائے گا صحت حاصل نہیں ہوگی، دوا کا صرف علم ہونا فائدہ نہیں کرے گا۔ یہ سب اصرار و مبالغہ عمل کیلئے ہے علم خود حجت کو درست کر دیتا ہے (یعنی قیامت کے دن) اس پر حجت قائم کرے گا کہ علم کے باوجود عمل کیوں نہیں کیا تھا ـــــ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ عَالِمٌ لَّمْ یَنْفَعْهُ اللّٰهُ بِعِلْمِهٖ (یعنی قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اس عالم کو ہوگا جس کو اس کے علم سے کچھ نفع حاصل نہ ہو)۔

وہ فرزند جان لے کہ سابقہ توبہ وانابت نے جمعیتِ قلبی والے (اہل اللہ) کی صحبت کی کمی کے باعث اگرچہ کچھ فائدہ نہیں پہنچایا لیکن اس فرزند کے جوہر استعداد کے نفیس ہونے کی خبر ضرور دیتی ہے، امید ہے کہ حق سبحانہٗ

وتعالیٰ اس توبہ وانابت کی برکت سے آخرکار اپنے پسندیدہ کاموں کی توفیق نصیب فرمائے گا اور اہلِ نجات میں سے بنائے گا ـــــ بہر حال آپ اس گروہ (اہل اللہ) کی محبت کا رشتہ ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور ان لوگوں کے ساتھ التجا و عاجزی کا اپنا شعار بنائیں اور منتظر رہیں کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ ان لوگوں کی محبت کے وسیلہ سے اپنی محبت سے مشرف فرمائے اور پوری طرح اپنی طرف کھینچ لے اور ان جنجالوں (غیر شرعی و دنیاوی تعلقات) سے بالکل آزاد کردے۔ مثنوی

عشق آں شعلہ است کہ چوں برفروخت ‏ ‏ ‏ ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت
تیغِ لا در قتلِ غیر حق براند ‏ ‏ ‏ درنگر زاں پس کہ بعد لا چہ ماند
ماند الّا اللہ باقی جملہ رفت ‏ ‏ ‏ شاد باش اے عشقِ شرکت سوز زفت

ترجمہ:۔ جبکہ روشن عشق کا شعلہ ہوا ‏ ‏ ‏ ماسوا معشوق کے سب جل گیا
غیرِ حق کو تیغِ لا سے قتل کر ‏ ‏ ‏ بعد ازاں کر اس کے باقی پر نظر
رہ گیا اللہ باقی سب فنا ‏ ‏ ‏ عشق شرکت سوز تجھ کو مرحبا

سبحانہ وتعالیٰ

# باونواں مکتوب ۵۲

یہ مکتوب بھی سرداری کی پناہ والے شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا ـــ نفس امارہ کی مذمت، اس کے ذاتی مرض اور اس مرض کو دور کرنے کے علاج کے بیان میں۔

آپ کا بزرگ مرحمت نامہ کہ جس سے آپ نے شفقت و مہربانی فرماتے ہوئے اپنے مخلص دعا گو کو ممتاز فرمایا تھا اس کے مضمون کے مطالعہ سے مشرف ہوا۔ اللہ سُبحانہ، وتعالیٰ آپ کے جدّ بزرگوار علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام کے طفیل آپ کو اجرِ عظیم عطا فرمائے، آپ کی قدر و منزلت کو بلند فرمائے۔ آپ کے سینے کو (اپنی معرفت کیلئے) کھول دے اور آپ کے کام کو آسان کر دے۔ حق تعالیٰ ہم سب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری و باطنی متابعت پر ثابت قدم رکھے اور اس دعا پر آمین کہنے والے پر رحم فرمائے۔ (آمین)

دیگر یہ کہ بدخو مصاحب اور بُری عادت والے ہمنشین کے بارے میں چند فقرے تحریر کئے جاتے ہیں، (امید ہے کہ) قبولیت کے کانوں سے سنیں گے۔

(میرے) مخدوم و مکرم! انسان کا نفسِ امارہ جاہ و ریاست کی محبت پر پیدا کیا گیا ہے اس کی تمام ہمت و کوشش اپنے ہمعصروں پر بلندی حاصل کرنا ہے اور وہ فطری طور پر اس بات کا خواہاں ہے کہ تمام مخلوقات اس کی محتاج اور اس کے اوامر نواہی کے تابع ہو جائے اور وہ خود کسی ایک کا بھی محتاج اور محکوم نہ ہو اس کا یہ دعویٰ الوہیت خدا ہونے اور خدائے بے مثل جل سلطانہ، کے ساتھ شرکت کا دعویٰ ہے بلکہ وہ

بد بخت شرکت پر بھی راضی نہیں ہے (بلکہ) چاہتا ہے کہ حاکم صرف وہی ہو اور سب اس کے محکوم ہوں۔

حدیث قدسی میں آیا ہے: عَادِ نَفْسَکَ فَاِنَّھَا اِنْتَصَبَتْ بِمُعَادَاتِیْ (یعنی اپنے نفس سے دشمنی رکھ کیونکہ بلاشک وشبہ وہ میری دشمنی پر کمر بستہ ہے) پس جاہ وریاست، بڑائی اور تکبر وغیرہ نفس کی خواہشات حاصل کرنے کے ساتھ نفس کی تربیت کرنا حقیقت میں خدائے عز وجل کے دشمن کی مدد کرنا اور اس کو تقویت دینا ہے، اس بات کی برائی کو اچھی طرح جان لینا چاہیئے۔

نیز حدیث قدسی میں وارد ہے: اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ وَالْعَظْمَةُ اِزَارِیْ فَمَنْ نَازَعَنِیْ فِیْ شَیْئٍ مِنْھُمَا اَدْخَلْتُهٗ فِی النَّارِ وَلَا اُبَالِیْ (یعنی بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میری ازار ہے پس جس نے ان دونوں میں سے کسی ایک بات میں مجھ سے جھگڑا کیا تو میں اس کو دوزخ میں داخل کروں گا۔ اور مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں)۔

کمینی دنیا حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے نزدیک اس وجہ سے ملعونہ ومبغوضہ (یعنی لعنت کی ہوئی اور غضب کی ہوئی) ہے کہ دنیا کا حصول نفس کی خواہشات کے حاصل ہونے میں معاون ومددگار ہے پس جو کوئی (اللہ تعالیٰ کے) دشمن کی مدد کرے وہ بالضرور لعنت کے لائق ہے ــــــ اور فقر جو حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے فخر بن گیا (اس کی وجہ یہ ہے کہ) فقر میں نفس کی نامرادی اور اس کے عجز کا حصول ہے ــــــ انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کی بعثت سے مقصود اور شرعی احکامات میں حکمت کی وجہ یہی ہے کہ نفسِ امارہ عاجز اور خراب ہو جائے (کیونکہ) شرعی احکامات نفسانی خواہشات کو دور کرنے کیلئے

وارد ہوئے ہیں، جس قدر شریعت کے مطابق عمل کیا جائے گا اسی قدر نفسانی خواہشات زائل ہوتی جائیں گی، یہی وجہ ہے کہ خواہشاتِ نفسانی کے دُور کرنے میں شرعی احکامات میں سے ایک حکم بجالانا اُن ہزار سالہ ریاضتوں اور مجاہدوں سے بہتر ہے جو اپنی طرف سے کی جائیں، بلکہ یہ ریاضتیں اور مجاہدے جو روشن شریعت کے مطابق واقع نہیں ہوئے نفسانی خواہشات کو مدد اور قوت دینے والے ہیں —— برہمنوں اور جوگیوں نے ریاضتوں اور مجاہدوں میں کمی نہیں کی ہے لیکن ان میں سے کوئی چیز (ان کے لئے) فائدہ مند نہیں ہوئی اور نفس کی تقویت و پرورش کے سوا (ان کو) اور کچھ حاصل نہیں ہوا —— مثلاً زکوٰۃ کی ادائیگی میں جس کا کہ شریعت نے حکم دیا ہے ایک (دینار) دام خرچ کرنا نفس کے خراب (ذلیل) کرنے میں (بغیر امر شرعی) اپنی مرضی سے ہزار دینار خرچ کرنے سے زیادہ فائدہ مند ہے، اور شریعت کے حکم سے عید الفطر کے دن کھانا خواہش (نفسانی) کے دور کرنے میں اپنی مرضی سے کئی سال کے روزے رکھنے سے زیادہ فائدہ مند ہے، اور نمازِ فجر کی دو (۲) رکعتوں کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا اور جو کہ سنتوں میں سے ایک سنت کا بجالانا ہے اس بات سے کئی درجے بہتر ہے کہ تمام رات نفل نماز ادا کرتا رہے اور فجر کی نماز جماعت کے بغیر ادا کرے۔

غرضکہ جب تک نفس کا تزکیہ نہ ہو جائے اور دماغ سرداری کے مالیخولیا کی پلیدی سے پاک نہ ہو جائے نجات محال ہے، اس مرض کے دُور کرنے کی فکر ضروری ہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ اسی مرض میں ابدی موت آجائے۔

کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللہُ جو آفاقی (بیرونی) وانفسی (اندرونی) معبودوں کی نفی کے لئے وضع کیا گیا ہے نفس کے پاک صاف کرنے میں بہت ہی مفید اور نہایت مناسب ہے۔ بزرگانِ طریقت قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم نے نفس کے تزکیہ کے لئے اسی کلمہ طیبہ کو اختیار فرمایا ہے۔

؎ تا بجاروبِ لَا نہ روبی رہ　　　نہ رسی در سرائے اِلَّا اللہ

ترجمہ: لَا کی جھاڑو سے نہ ہو جبتک صفائی راہ کی

باب اِلَّا اللہ میں داخل نہیں ہو گا کبھی

جب نفس سرکشی کے مقام میں آجائے اور عہد شکنی کرے تو اس کلمہ کی تکرار سے ایمان کو تازہ کرنا چاہیے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جَدِّدُوْ اِیْمَانَکُمْ بِقَوْلِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ (یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ (کی تکرار) سے اپنے ایمان کو تازہ کرلیا کرو) بلکہ ہر وقت اس کلمہ کی تکرار ضروری ہے اس لئے کہ نفسِ امارہ ہمیشہ ناپاکی (پلیدی) کے مقام میں ہے۔ اس کلمہ طیبہ کی فضیلتوں کے متعلق حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر سب آسمانوں اور زمینوں (اور ان کے درمیان کی چیزوں کو ترازو کے) ایک پلڑے میں رکھیں اور اس کلمہ طیبہ کو دوسرے پلڑے میں، تو یہ کلمہ والا پلڑا یقیناً دوسرے پلڑے پر بھاری ہوگا ـــــ اس شخص پر سلام ہو جس نے ہدایت کی پیروی کی اور حضرت محمد مصطفٰے علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات کی متابعت کو لازم پکڑے۔

## مذمت دنیا (کشفی وضاحت)

ذکر خیر میں ہے ''حضرت صاحب علیہ الرحمۃ [1] کی عادت مبارک تھی کہ کھانا کھاتے ہوئے داہنے ہاتھ کی انگشت سبابہ کو لقمہ سے علیحدہ فرمالیا کرتے تھے۔ میں نے بارہا اس کی حقیقت دریافت کرنا چاہی مگر کوئی وقت نہ ملا۔ مدت کے بعد ایک روز حضور بہت ہی خوش وقت تھے۔ میں نے پیر جی عنایت حسین صاحب مرحوم لدھیانوی کو اس امر کا راز دریافت کرنے کے لئے کہا۔ انہوں نے حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض کیا تو فرمانے لگے اس کا بڑا عجیب قصہ ہے لو تم کو سنا ہی دیتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ حالت سکرۃ میں مکاشفہ ہوا۔ دیکھا کہ ہم ایک جنگل میں گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک خوبصورت عورت بیٹھی ہے اور ہزارہا مولوی و عامل اور طرح طرح کے لوگ اس کے چاروں طرف بیٹھے ہیں کوئی کچھ پڑھ کر اس کی طرف پھونکتا ہے کوئی منتر پڑھتا ہے۔ کوئی تعویز گنڈے کر رہا ہے۔ غرضیکہ سب ان حیلوں سے چاہتے ہیں کہ یہ عورت ہماری طرف نظر

---

[1] حضور سید العالمین النبی الامی ﷺ کے اُمّی ولی ''حضرت مقبولِ بارگاہِ صمدیت، حبیب الرحمٰن، قطب الارشاد حضرت توکل شاہ صاحب انبالوی قدس سرہٗ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے بزرگ ہیں جن کی سوانح ''ذکر خیر'' میں مرقوم ہے ''حضرت موصوف'' اپنے زمانہ میں علم حقائق اور حُبِّ عشق میں اپنی آپ نظیر تھے۔ باوجود سکرت اور مغلوب حالی اور کثرت ورودِ حالات کے ظاہر احکامِ شرعیہ کے اِس قدر مقید تھے کہ تبحرین میں ضرب المثل تھے۔ متقدمین صوفیائے کرامؒ کے آثار اور حالات اور اتباعِ شریعت آپ میں دکھلائی دیتے تھے۔ آپ کی زیارت سے معتقدین کے دل میں خود بخود تصدیق حاصل ہو جاتی تھی''

کرے اور متوجہ ہو۔ مگر وہ کسی کی طرف نہیں دیکھتی اور نہ متوجہ ہوتی ہے۔ اگر توجہ کرتی بھی ہے تو تھوڑی سی متوجہ ہوتی ہے اور دیکھتی ہے تو کن انکھیوں سے دیکھتی ہے۔ ہم بھی وہاں جا کر دیکھنے لگے اور پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے مگر کسی نے جواب نہ دیا اور سب اپنے اپنے کام میں لگے رہے۔ ہم نے جو دیکھا کہ یہ عورت ہے تو اس خیال سے کہ عورت کی طرف دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔

ہم وہاں سے چلے آئے وہ بھی ہمارے پیچھے پیچھے چلی اور کہتی رہی کہ حضرت آپ کیوں تشریف لے چلے۔ ٹھہریں، میں آپ کی خدمت گزار اور فرماں بردار ہوں جس طرح آپ حکم دیں گے میں ویسے ہی بجالاؤں گی۔ ہم نے ایک نہ سنی اور وہاں سے بھاگے، پیچھے وہ بھی بھاگی چلی آئی مگر ساتھ ہی یہ کہتی چلی آتی تھی کہ اگر آپ حجرے میں تشریف لے جائیں گے تو آپ کی خدمت گزاری کے واسطے میں بھی وہیں حاضر ہوں گی۔ یہاں تک کہ ہم حجرے میں چلے آئے اور اس کا دروازہ بند کر دیا۔ وہ بھی سوراخوں کے ذریعے سے حجرے کے اندر چلی آئی۔ ہم ہر چند اسے نکالنا چاہتے تھے مگر وہ نہ نکلتی تھی۔ آخر ہم نے یہ انگلی مار کر باہر نکال دیا۔ وہ حجرے کے دروازے کے پاس ہی باہر نکل کر بیٹھ گئی۔ پھر ہم نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اور تو ان لوگوں کی طرف متوجہ نہ ہوئی اور ہمارے ساتھ چلی آئی۔ اس کا کیا سبب ہے؟ اس نے کہا کہ میں دنیا ہوں اور وہ میرے عاشق تھے۔ سو میں اپنے عاشقوں کو ہمیشہ ذلیل وخوار کیا کرتی ہوں۔ اور آپ اللہ تعالیٰ کے عاشق ہیں اور اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی خدمت میرے ذمّے ہے۔ سو میں اب یہاں

باہر بیٹھ جاؤنگی اور آپ کی خدمت کرونگی اور یہاں سے ہرگز نہ جاؤنگی۔ اس کے بعد فرمایا اصل بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا تو وہ عرش کے نیچے ہزار برس تک سجدہ میں پڑی رہی۔ ہزار برس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم تجھ کو زمین پر بھیجتے ہیں تو وہاں جاکر ہمارا کیا کام کرے گی۔ اس وقت دنیا نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا کہ خداوند! جو میرے عاشق ہونگے میں ان کو ہمیشہ ذلیل وخوار کرونگی مگر جو تیرے عاشق ہونگے اور تیرا ذکر کیا کریں گے۔ خواہ وہ جنگلوں میں ہوں خواہ پہاڑوں کی کھوہ میں خواہ حجروں میں، غرض وہ جہاں کہیں بھی ہونگے میں ان کو وہیں سے تلاش کر کے ان کی خدمت کیا کرونگی گی۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا پس یہی کام کرنا اور اسی واسطے ہم نے تجھ کو بنایا ہے۔ یہ اس حدیث شریف کا مضمون ہے اَلاَ وَاِنَّ الدُّنیَا خُلِقَتْ لَکُمْ وَاِنَّکُمْ خُلِقْتُمْ لِلْاٰخِرَۃِ ط (تحقیق دنیا تمہارے لیے پیدا کی گئی ہے۔ اور تحقیق تم آخرت کے لیے پیدا کئے گئے ہو) اس تقریر کے بعد فرمایا کہ ہم نے جو اس کو دھتکار کر اس انگلی سے مار کر حجرے سے باہر نکالا تو چوں کہ یہ انگلی اس کے بدن کو چھوئی تھی۔ اس لئے ہمارا دل نہیں چاہتا کہ اس کو کھانے کی چیز پر لگائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ

عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی

اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی

اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

ذکر سعید
جلد دوم
ذکر سعید
جلد اول